OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

تخلیقِ انسانی اور قرآن کا تصورِ ارتقا: منتخب آرا کا مختصر جائزہ

Creation of Man and Quranic Concept of Evolution: A Brief Review of Selected Opinions

Khalid Mehmood Khan
Doctoral Candidate Islamic Studies, BZU Multan
Fozia Sadaf
Independent Researcher, M.Phil. Islamic Studies
Syed Iftikhar Ali Gilani
Lecturer, Department of Islamic Studies, ISP Multan/Doctoral Candidate Islamic Studies, ISTAC-IIUM

Abstract

The biological evolution (based on the natural selection, mutation, and homology) of man is being presented as a process that took place over several stages, culminating in the creation of Adam, Eve, and other human beings. But the Qur'an has indicated them as the finest of all creations and endowed them with the abilities to speak, communicate, think, and make ethical choices, which differentiate them from animals. The purpose of this analytical study is to analyze the concept of the creation of man in perspective of the primary sources of Islamic Shariah (the Quran and Hadith). The creation of man is seen as a central event in the history of the world. The Islamic concept of the creation of man is rooted in the Quranic narratives, which emphasise the unique and special nature of humans, their divine purpose, and their responsibilities towards their Creator and towards each other. But animals don't lead their lives in such a systematic and responsible way. Someone should deeply analyze the

CC BY

behaviour and obligations of humans and compare them with those of animals before supporting the evolutionary thoughts based on homology.

Keywords: Creation of Man, Quran, Human Evolution, Islam and Evolution, Kinds of Creation of Man

تمہید

ارتقاء کے لغوی معنی :"ترقی، بڑھاوا، پیش قدمی، افزائش، تقدم، advancement اور promotion کے ہیں۔"[1] قرآن کریم فرقانِ حمید نے تو تخلیقِ انسانی کے مراحل کو چودہ صدی قبل مفصل اور مدلل انداز میں بیان کر دیا ہے۔ جبکہ میڈیکل سائنس نے جب انسانی وجود کو بیان کیا تو یہ لفظ(Evolution) کے نام سے معروف ہو گیا۔ اردو میں اس کو "ارتقاء" کہا جانے لگا۔ اس بحث کے بعد لفظ "ارتقاء" کو ایک خاص اصطلاح(Terminology) "ارتقائے حیات انسانی" سے موسوم کیا جانے لگا۔ علمِ حیاتیات کی روسے:

"Evolution refers to change through time as species become modified and diverge to product multiple descendant species.[2]"

"کسی جاندار کی زندگی میں ہونے والی ایسی تبدیلیاں جن کے تحت تمام جاندار (انسان، جانور، پرندے اور پودے) ماضی میں پائے جانے والے کس ایک ہی جدِ امجد یا مورث(ansesstor) کی ترمیم شدہ اشکال خیال کیا جاتا ہے 'ارتقاء' کہلاتی ہیں۔"[3]

انسان زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر اپنے ارتقاء کے بارے میں ضرور غور وخوض کرتا ہے، خواہ وہ ابتدائی زندگی ہو یا پھر زندگی کے آخری مراحل، مگر اس کی ذات سے وابستہ حقائق ہمیشہ اسے بے چین رکھتے ہیں۔ لیکن اٹھارویں صدی میں جب حیاتیاتی طور پر انسان کے ارتقاء کا تصور پیش کیا گیا تو پہلے پہل تو نظریہ ارتقائے حیاتِ انسانی کو حتمی انداز اور عالمگیر شکل میں اپنایا نہ گیا، بلکہ اس کی بھرپور مخالفت کی گئی۔ پھر جیسے جیسے انسانی علم ترقی کرتا گیا، ویسے ویسے اس مفروضے پر تحقیقات کے دروازے کھلتے چلے گئے یہاں تک کہ ایسے حقائق دریافت ہوگئے جن کے سامنے یہ ارتقائی تصور اپنی بقاء کا سفر جاری نہ رکھ سکا۔ مگر عصرِ حاضر کے بعض فلسفیوں، کچھ محققین اور چند ایک سائنسدانوں نے بے بنیاد حقائق کی روشنی میں نہ صرف اس افسانے کو انسان کی ابتداء کے ثبوت کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی بلکہ اس مادیت پرست فلسفے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ایک فلسفی یا سائنس دان ہمیشہ اپنے مخصوص شعبہ فلاسفی یا سائنس سے منسلک ہوتا ہے ، اس لئے وہ نظریات کی باطلیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت نہیں کر سکتا ۔نہ ہی کسی فلسفہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں من وعن تسلیم کر سکتا ہے ۔ الا یہ کہ اس محقق (فلسفی یا سائنس دان) کی اپنے مضمون کے ساتھ ساتھ اسلام سے بھی گہری واقفیت ووابستگی ہو ۔ اور انسان کے لئے وجود خاکی کی صحیح معرفت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ توکلام الٰہی ہی ہے جس میں تحریف و تبدل، شک وشبہ اور افراط و تفریط کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، بلکہ یہ ہر قسم کے تضادات سے مبرا فرقانِ حق ہے ۔نہ صرف یہ کہ یہ نورِ خداوندی انسانی ہدایت وراہ نمائی کے لیے لاریب کتاب کی ہے، بلکہ یہ کلام پاک خدا کے وجود کی روشن اور واضح دلیل ہے جو اپنے اندر ایسی بہت سی کسوٹیاں سمیٹے ہوئے ہے جن کی بدولت ہم اپنے

عقلی، سائنسی، منطقی، مشاہداتی اور اکتسابی علم کو پرکھ کر حقیقت کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ مگر ابھی بھی ایسے لاتعداد پہلو ہیں جن پر انسانی شعور پورا نہیں اتر سکتا، کیونکہ ہماری عقل محدود، ہمارا فہم محدود یہاں تک کے ہمارے خواسِ خمسہ محدود اور یہ خدائی معجزہ لامحدود، کہ 'کل' کبھی بھی 'جزو' میں نہیں سما سکتا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود خالقِ حقیقی نے اس کتابِ مبین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے: "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَه لَحٰفِظُوۡنَ"[4] بیشک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیننا ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔[5] یہ از بر کرنے کے لیے کہ قدرت نے انسان کی تخلیق و بشریت کا کیا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے، ہم قرآن و حدیث کا رخ کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں تخلیق کے بیان کردہ طریقے

قرآن پاک میں تخلیقِ انسانی کے چار مفصل طریقوں پر بحث کی گئی ہے: 1. حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا معجزہ. 2. آدم علیہ السلام کے وجود سے حوا علیہ السلام کی تخلیق. 3. عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش. 4. انسان کا فطری طریقہ پیدائش تخلیق کی پہلی تین حالتیں تو معجزوں کے ساتھ خاص ہیں مگر چوتھی قسم 'انسان کا فطری طریقہ پیدائش' تخلیق انسانی کے لیے اٹل اور ابدی اصول قرار پایا ہے اور اب قدرت کی طرف سے پیدائش کے اس آخری طریقہ کار کو قیامت تک کے لئے قانون بنا دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تخلیق کی ایک پانچویں صورت بھی ہے وہ ہے مخنث، پھر ان میں بھی آگے دو اقسام ہیں جو ان کو صنفی اعتبار سے ممتاز کرتی ہیں۔ باقی چار مخلوقات کا ذکر تو وحی الٰہی نے خود کر دیا ہے، مگر پانچویں مخلوق کا ذکر حدیث پاک سے ملتا ہے: "عَنْ عَائِشَةَ، رضى الله عنها قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً فَقَالَ إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ . فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم " أَلاَ أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَا هُنَا لاَ يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هَذَا " . فَحَجَبُوهُ"[6] "ام المومنین سیدہ عائشہ بن بیان کرتی ہیں کہ ایک مخنث ازواج کے گھروں میں آتا جاتا تھا اور لوگ اس کے بارے میں سمجھتے تھے کہ اس میں ازواج عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں اور یہ غیر اولی غیر الاربۃ میں سے ہے۔ ایک دن نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ آپ کی کسی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت کی تعریف میں یوں کہہ رہا تھا کہ وہ جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور جب کمر پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ سے واپس ہوتی ہے (یعنی پہلوؤں کی طرف سے چار چار بل نظر آتے ہیں جو اس کے فربہ اندام اور خوبصورت ہونے کی علامت ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نہیں سمجھتا تھا کی یہ بھی ان عورتوں کی مخفی باتیں جانتا ہے، آئندہ یہ تمہارے ہاں ہرگز نہ آیا کرے" چنانچہ اسے روک دیا گیا۔"[7] اس کے علاوہ مزید دو تخلیقات کا ذکر بھی ملتا ہے اور وہ ہے: 1. فرشتوں کی نور سے تخلیق. 2. جنوں کی آگ سے پیدائش.

مخلوق کی ہر ایک قسم کے الگ الگ قوانین و دساتیر مقرر کیے گئے ہیں، ہر فرقے اور ہر طبقے کے الگ اور واضح اصول و ضوابط ہیں۔ فرشتوں کو نور سے بنایا گیا، ان کی الگ حدود ہیں، جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ان کے لئے باقی مخلوقات سے الگ قوانین بنائے گئے ہیں۔ اور انسان کا مادہ تخلیق مٹی ہے تو اس کی ایک جداگانہ حیثیت ہے۔ اور اگر تخلیقی مراحل پر بحث کی جائے تو یہ

اعزاز بھی صرف حضرت انسان کو حاصل ہے، کہ اس کی تخلیق کو مفصل و مدلل اور منفرد انداز میں قرآن میں موضوع سخن بنایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں تخلیقِ انسانی کے تناظر میں بیان کردہ اصطلاحات

تخلیقِ انسانی کے ضمن میں قرآن کریم میں جو الفاظ آتے ہیں، صاحب "مترادفات القرآن" نے مٹی کی ان مختلف حالتوں کی کیا خوب منظر کشی کی ہے:" سلالہ. خلاصہ، نچوڑ. لازب. لیسدار مٹی.طین. نمدار مٹی.تراب. خشک مٹی.صلصال.خشک کھنکھناتا ہوا کیچڑ.حماء. سیاہ سڑا ہوا اور بدبودار کیچڑ.صعید. صعنی زمین کی اوپر کی سطح در سطح پر کا گردو غبار.فخار. کھنکھنانے والی پکی ہوئی مٹی "[8] اس کی مختلف حالتوں کے بیان میں:"انبت. بتدریج بڑھانا، پروان چڑھانا، اگانا.خلق. ابتداء کرنا، پیدا کرنا، ابتداء کرنا.انشا. ابتداء کرنا، اٹھانا، بلند کرنا،"[9]

قرآنِ پاک میں انسانی تخلیق کے ارتقائی عناصر کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے وہ بھی خالصتاً پانی اور مٹی ہیں:"صلصال کالفخار. خشک کی ہوئی صاف مٹی۔Purifiedand dried clay۔صلصال من حماء مسنون. طبعی کیمیائی اور طور پر تبدیل شدہ مٹی۔Chemically and physically modified mud۔تراب. غیر نامیاتی مادہ۔In organic matter۔ماء. پانی۔Water۔ طین. گارا۔Clay۔ طین لازب. جذب ہونے والی مٹی۔Adsorbable clay۔ سلالہ من طین. صاف شدہ مٹی کا نچوڑ۔Extract of purified clay"[10]

اب تخلیق کا عمل شروع ہوا تو سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور یہ تخلیق خصوصی طریقے سے ہوئی، جس کے کئی مراحل تھے۔

کلمہ کن سے آدم علیہ السلام کی بطورِ خاص تخلیق

جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو ان کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں کیا گیا:"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۤئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ"[11] اور بے شک ہم نے انسان کی (تخلیق کی ابتداء) مٹی کے خلاصہ سے فرمائی۔[12] کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا خاکہ تیار کیا گیا تو سب سے پہلے مٹی منگوائی گئی۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین میں سے مختلف قسم کی مٹی اٹھا کر لے آئے تو اس مٹی کو کیچڑ کی شکل میں لانے کے لیے گوندھنے کا حکم دیا گیا جس میں مختلف خصوصیات ، مختلف کیفیات اور مختلف رنگوں کی مٹیاں موجود تھیں۔ اور پھر اس کیچڑ نما مٹی سے آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار کیا گیا۔ جب مٹی کا پتلا اپنی تکمیل کو پہنچ گیا تو اب آدم علیہ السلام کی صورت بنائی گئی۔ اور پھر انسان کو جن و ملائک پر فضیلت دینے کی غرض سے انہیں مسجودِ ملائک کیا گیا۔

حوا علیہ السلام کی آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد انہیں جنت میں اتار دیا گیا ۔ پھر آپ کے وجود سے آپ کی ساتھی حوا علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ۔ لہٰذا دو مختلف صورتیں انسان کی پیدائش کا سبب بنیں۔ جس کا ذکرِ خیر فرقانِ حق نے بھی کیا ہے:"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ،وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً"[13] اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا۔ پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔[14]

عیسٰی علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش

اب تیسری صورت جس کا ذکر لاریب کتاب میں ہو رہا ہے وہ ہے 'عیسٰی علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش کا معجزہ': "اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ"[15] جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ تمہیں اپنے پاس سے ایک کلمۂ (خاص) کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسٰی بن مریم (علیہما السلام) ہوگا وہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں قدر و منزلت والا ہوگا اور اللہ کے خاص قربت یافتہ بندوں میں سے ہوگا۔[16] مالک کون و مکاں نے اپنے خاص مقرب (جبریل امین) کو حکم دیا کہ مریم علیہ السلام کے گریبان میں پھونک مار دو۔ اور جب اس حکم کی تعمیل پر مریم علیہ السلام کو بشارت دی گئی تو وہ چونک اٹھیں۔ "قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ."[17] (مریم علیہا السلام نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا درآنحالیکہ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا، ارشاد ہوا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے، جب کسی کام (کے کرنے) کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو اس سے فقط اتنا فرماتا ہے کہ 'ہو جا' وہ ہو جاتا ہے۔[18] یہ پیدائش قدرت کا انوکھا شاہکار اور معجزہ تھا، جس کا مقصد اپنی شان اور بڑائی کا برملا اظہار تھا۔ حدیث پاک کے ان الفاظ پر غور کیجئے: " مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ "[19] بنو آدم میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت اسے شیطان چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے مس کرنے کی وجہ سے چیخنے لگتا ہے ۔ مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسی کے علاوہ۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اس کی وجہ مریم علیہما السلام کی والدہ کی دعا ہے کہ اے اللہ!) میں اسے (مریم کو) اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔[20] اسی طرح اس کی نشانیوں میں سے ایک اور کرشمے کا ظہور ہو گیا، جو انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ ایک ذی فہم شخص ذرا تصور تو کرے کہ وہ کیا لمحہ ہوگا جب مریم علیہ السلام کو عیسی علیہ السلام کی پیدائش کی خبر ملی ہوگی، اور اس سے زیادہ سحر انگیز معاملہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کو اس سخت ترین آزمائش میں ثابت قدم رکھا، بلکہ ان کی پاکیزگی کو سارے جہان کی عورتوں پر فضیلت دی۔ تخلیق کے یہ سارے مناظر اس شہنشائے اقدس کے کارناموں اور معجزات کے انوکھے شاہکار ہیں، جو کسی طور پر بھی نوع یا جنس میں تبدیلی کی دلیل نہیں۔

انسان کا فطری طریقہ پیدائش

یہ بات تو حق ہے کہ معجزے صرف نبیوں کے ساتھ ہی خاص ہیں، مگر جہاں تک تعلق ہے عام انسان کی فطری تخلیق کا تو یہ بھی قدرت کے نوادرات میں سے ایک انوکھا کارنامہ ہے۔ ایک خالی الذہن انسان اگر رحم مادر میں انسانی پیدائش کی پیچیدگیوں کو دیکھ لے تو وہ حیرت کے سمندر میں ڈوب جائے گا کہ کیا یہاں وہی انسان تیار ہو رہا ہے، جس کی ذات باہر آکر بذات خود ایک معجزہ کی سی حیثیت رکھتی ہے۔

سپرم اور ایگ کا ملاپ

صرف ایک کرم منوی انسان کی تخلیق کا سبب بنتا ہے اور یہ ہی ایک قطرہ زندگی کی بنیادی اکائی بن جاتا ہے۔ مباشرت کے دوران نر کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں کرم منوی (sperms) نکلتے ہیں جو مادہ کے رحم میں بیضہ (ovume) میں پہنچ کر قرار

پکڑتے ہیں۔ اسی لئے تو قرآن کہتا ہے: "اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى"[21] کیا وہ (اپنی ابتداء میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکا دیا جاتا ہے۔[22]

جنس کا تعین

اہلِ علم کا ماننا ہے کہ جب سپرم خارج ہوتا ہے تو اس کو "ماءِ مہین" کہا جاتا ہے تو اب ارشاد ہوتا ہے: "اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ."[23] وہی ہے جس نے خوبی و حسن بخشا ہر اس چیز کو جسے اس نے پیدا فرمایا اور اس نے انسانی تخلیق کی ابتداء مٹی (یعنی غیر نامی مادہ) سے کی۔[24] انسانی پیدائش کے ارتقاء کا بے حد اہم مرحلہ جنس کا تعین ہے۔ انسان کے تولیدی سیل میں کل 46 کروموسوم 23 جوڑوں کی شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ مادہ میں کروموسوم XX جبکہ نر میں کروموسوم XY پائے جاتے ہیں۔ اور نئ بننے والی صنف کا انحصار تیئسویں کروموسوم کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ میٹنگ کے دوران اگر نر کا X کروموسوم مادہ کے X کروموسوم کے ساتھ جڑ جائے تو جنم لینے والی اولاد لڑکی ہوگی اور اگر نر کا Y کروموسوم اور مادہ کا X کروموسوم آپس میں تعامل کرلیں تو پیدا ہونے والے بچے کی جنس نر ہوگی۔ لیکن اس حیاتیاتی تعامل کے دوران اگر کوئی ایبنارملٹی یا ناموافق حالات وقوع پذیر ہو جائیں تو تخلیق کی تیسری صورت 'مخنث' جنم لے سکتی ہے۔ اب اس امر میں بھی اس کی قدرت کاملہ و خبیر میں کو پورا اختیار حاصل ہے کہ: "اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ"[25] یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) جمع فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ ہی بنا دیتا ہے، بیشک وہ خوب جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔[26]

جفتہ یا زائگوٹ کا قیام

سپرم اور ایگ کے ملاپ کے بعد جو خلیہ بنتا ہے، اس 'زائگوٹ' (zygote) یا 'جفتہ' کے نام سے جانا جاتا ہے جس کی تقسیم در تقسیم حالت جنین یعنی 'ایمبریو' (embryo) کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں: ''علقہ" سے مراد ایسی چبائی ہوئی چیز ہے جس پر دانوں کے نشانات نظر آتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ تبدیلیوں کے بعد یہ "مضغہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تخلیقی مراحل کی یہ دونوں حالتیں بائیولوجیکل سائنس کی تائید کرتی ہیں۔ بعد ازاں یہ " مضغہ " ہڈیوں، یعنی "عظام" میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اب ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح اللہ پاک ایک نئ مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔"[27] یہ ہی وہ مقام ہے جہاں انسان کی جنس، رزق اور تقدیر کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں مزید وضاحت ملتی ہے: "وَكَّلَ اللَّهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ"[28] اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب نطفہ قرار پایا ہے۔ اے رب! یہ خون بستہ بن گیا ہے ہے۔ اے رب! یہ ہے یہ ہے! ۔ اے رب! یہ گوشت کے لوتھڑے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی پیدائش کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے اے رب! یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا بد؟ اس کا رزق کیا ہو گا؟ اس کی مدت حیات کیا ہے؟ اسی طرح یہ سب باتیں شکم مادر ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔[29] رحم مادر میں تو جنین ہر لمحہ ارتقائی منازل طے کرتا ہے، بلکہ پیدائش کے بعد بھی ہر قدم پر تبدیلیوں کا سامنا کرتا ہے، لیکن اس ارتقاء کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے نظام ربوبیت کی یکساں شان اور کائنات کے نظم و اصول۔ علم جنین کی رو سے یہ ثابت شدہ حقیقت

ہے کہ مرد کے سپرم میں سے صرف ایک سپرم عورت کے بیضہ کے ساتھ مل کر نئی حیات کے وجود کا سبب بنتا ہے۔ یہ ہی وہ پیچیدہ عوامل ہیں جنہوں نے ڈاکٹر کتھ مور جیسے ماہرِ ایمبریولوجی کو فرقان حمید کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے قرآنِ حمید میں بیان کردہ انسانی تخلیقی مراحل کی حقانیت کو جدید سائنس کی روشنی میں قبول کیا۔[30]

ملائکہ کی نور سے تخلیق

ملائکہ، جن کا مادہ تخلیق "نور" ہے، ایسی خلقت ہے جو مونث ہے نہ مذکر، بلکہ جنس اور صنف سے پاک نوری کرشمہ جو ہمہ وقت رب ذوالجلال کی حمد وثناء میں مشغول و مصروف ہے۔ اس نوری مخلوق کو خداوند عظیم نے مختلف فرائض اور ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں اور وہ ان احکامات کو بطریق احسن سرانجام دے رہے ہیں۔ جن کے بارے میں فرمان الہی ہے: "بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ" [31] بلکہ وہ معزز بندے ہیں۔[32] اس مخلوق کے ذمے مختلف افعال کی انجام دہی ہے جن میں اعمال، تقدیر، روزی، موت اور زندگی جیسے فرائض شامل ہیں۔ ملائکہ کے وجود پر ایمان، ارکانِ اسلام کا لازمی جزو ہے۔

جنات کی آگ سے پیدائش

تخلیق کا ایک اور جلوہ "جنات" ہیں، جن کا مادہ تخلیق آگ ہے۔ "وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ" [33] اور جنات کو آگ کی لو سے پیدا کیا۔[34] زمین پر جنات کی خلقت، انسان کی خلقت سے پہلے قائم تھی، اس کی روشن دلیل انکار ابلیس ہے۔ اگرچہ جنات کو بھی بہت سے امور پر قدرت دی گئی ہے، اور انسان کے لیے ان کا وجود اس کے فہم محدود سے بالاتر ہے لیکن ان کے وجود کو تسلیم کرنا بھی ایمان کا جزو ہے۔ اگرچہ دیگر مخلوقات کی طرح اس طبقے پر بھی انسان ہی فضیلت و عظمت کا علمبردار ہے۔ حدیث مبارکہ سے اس مخلوق کا قیام ان الفاظ میں ثابت ہے۔: "قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" [35] رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے، جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔[36] ایسے عناصر کائنات بہت کم ہیں جن سے ہم واقف ہیں، اور نسبتاً وہ اجزاء تعداد میں کہیں زیادہ ہیں جو ہمارے فانی ادراک سے بالاتر ہیں۔ اس کائنات میں لامحدود ایسے اجزاء ہیں جو انسان کے فانی ادراک سے بلند و بالاتر ہیں اور ایسے امور و عناصر بہت کم ہیں جن سے ہم اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن اس تمام کے باوجود بھی اس دنیا میں انسان کے مرکزی کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

انسان کے اعزازات:

خالق لم یزل نے جب اس بشر خاکی کو پیدا فرمایا تو اسے انتہائی درجے کی تکریم سے نوازا، اسے من جانب اللہ اعزازات و اکرام حاصل کرنے کا شرف ملا۔ وہ امور جن سے حضرتِ انسان کی کائنات کو مزین کیا گیا، اس کی مختصر جھلک درج ذیل ہے:

- مالکِ کائنات نے جب اس ہستی کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اس کا ذکر فرشتوں کی مجلس[37] میں کیا۔
- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، جبکہ باقی مخلوقات کو حرف "کن" سے تخلیق کیا۔ اور پھر اس میں روح پھونکی کہ ایسی روح اس سے پہلے کسی اور جاندار میں نہ پھونکی گئی تھی۔ اسی لئے انسان میں فہم و ادراک، عقل و شعور اور ارادہ و اختیار جیسی صفات پائی جاتی ہیں۔[38]
- اسے "خلیفہ اللہ"[39] یا نائب کی حیثیت سے زمین پر اتارا گیا۔ اسے اللہ کا مقرب خاص نامزد کیا گیا کیا یہ اعزاز کسی بندر، بیکٹیریا، کیڑے مکوڑے چمپانیز، خنزیر یا بن مانس کو مل سکتا ہے؟ نہیں یہ تو اس کی محبت و رحمت ہے جو اشرف المخلوقات

کے لیے خاص ہے، جس کا قرینہ صرف انسان ٹھہرا۔ نہ تو اس ٹائٹل سے فرشتوں کو نوازا، نہ جنات کو نہ حوروں کو اور نہ ہی کسی اور مخلوق کو۔

- بلکہ جن و ملائک جو ہر وقت تسبیح خداوندی میں مشغول ہیں، ان کو چھوڑ کر انسان کو مسجود ملائک[40] کر دیا۔
- اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے والے ابلیس کے انکار پر اسے اس قدر ذلت کا سامنا کرنا پڑا کہ اپنے عہدے سے ہی دستبردار ہونا پڑا، اور یہ ہی فضیلت و برتری انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کر گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ[41] "(اللہ نے) ارشاد فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے دستِ (کرم) سے بنایا ہے۔"[42]
- ایک اور صفت جو انسان کو تمام مخلوقات پر غالب کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کائنات نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ یہ شرف ملائک کو بھی نہ مل سکا، لیکن انسان اس معاملے میں گوہرِ نایاب ٹھہرا۔ جو قوتیں اسے ودیعت فرمائیں اب پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: " أن الله تعالى قد أودع الإنسان بحكمته الباهرة قولين: قوة ملكية تتشعب من فيض الروح المخصوصة بالإنسان على الروح الطبيعية السارية في البدن، وقبولها ذلك الفيض وانقهارها له . وقوة بهيمية تتشعب من النفس الحيوانية المشترك فيها كل حيوان المتشبحة بالقوى القائمة بالروح الطبيعية واستقلالها بنفسها، وإذعان الروح الإنسانية لها وقبولها الحكم منها"[43] "اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت غالبہ سے انسان کے اندر دو قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ (الف) ملکی قوت: وہ اس روح کے فیضان سے پھوٹتی ہے، جو انسان کے ساتھ مخصوص ہے (یعنی روح ربانی کے فیضان سے) اور یہ فیضان اس فطری روح پر ہوتا ہے جو تمام بدن میں سرایت کرنے والی ہے (یعنی روح حیوانی پر) اور اس طبعی روح کے اس فیضان کو قبول کرنے کی وجہ سے، اور فطری روح کے تابعدار ہونے کی وجہ سے روح ربانی کے (قوت ملکیہ پیدا ہوتی ہے)۔ (ب) اور قوت بہیمیہ: وہ اس نفس حیوانی (نسمہ) سے پھوٹتی ہے، جس میں تمام حیوان مشترک ہیں، یہ قوت، فطری روح (نسمہ) کے ساتھ قائم قوی کے ساتھ دراز ہونے والی ہے، اور اس کے مستقل بالذات ہونے کی وجہ سے، اور روح انسانی (یعنی روح ربانی) کے تابعدار ہونے کی وجہ سے نسمہ کے، اور روح ربانی کے اس کا حکم ماننے کی وجہ سے (یہ قوت بہیمہ پیدا ہوتی ہے)۔"[44]
- جب ملائک نے اس بشری مخلوق کے متعلق جنم لینے والے خدشات ظاہر کیے، تو " اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ" سے ان کو خاموش کروایا: "وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ"[45] "اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا: کیا تو زمین میں اسے (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خون ریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ (اللہ) نے فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"[46]
- اور جب بات آئی اس کو اتارنے کی تو جنت کو اس کا مسکن بنا دیا[47]۔ اس جنت میں آدم علیہ السلام کی زندگی کے خلا کو ختم کرنے کے لئے ان کو راحت سے نوازا اور پھر اس راحت کا سبب حوا علیہ السلام کو بنایا۔ الغرض ان کے سکون کے لئے ان ہی کی پسلی سے صنفِ نازک کو پیدا فرمایا۔

- اب جنت میں انہیں ہر قسم کی آزادی دی، سوائے ایک پابندی کے، لیکن جب انسان ہونے کی حیثیت سے ان سے غلطی سرزد ہو گئی تو پھر خود خداوندِ اقدس نے ان کو کلماتِ توبہ سکھائے۔ سورت البقرہ کی اس آیت پر نظر ڈالیے: "وَ قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ کُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا۪-وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ۪-وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۪-وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ. فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ"[48] اور ہم نے حکم دیا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں (شامل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے انہیں اس جگہ سے ہلا دیا اور انہیں اس (راحت کے) مقام سے جہاں وہ تھے جدا کر دیا، اور (بالآخر) ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب تمہارے لئے زمین میں ہی معیّنہ مدت تک جائے قرار ہے اور نفع اٹھانا مقدّر کر دیا گیا ہے۔ پھر آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے (عاجزی اور معافی کے) چند کلمات سیکھے پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔[49]

پھر اس کی یہ کرامت کہ اسے "احسن تقویم"[50] کہہ کر پکارا۔ ابنِ عربی کے مطابق اس کائنات کی سب سے خوبصورت تخلیق حضرتِ انسان ہے۔[51] فرقانِ حق میں حوروں کی خوبصورتی کا ذکر ضرور ہے اور ملائکہ کی اطاعت کو بھی سراہا گیا۔ مگر "احسن تقویم" کا مخاطب صرف حضرت انسان ہی ٹھہرا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی نباتات و جمادات کی صورتوں میں کئی مخلوقات تھیں، کہیں یہ خوبصورت چرند پرند، کہیں دلکش پہاڑ و وادیاں، کہیں سرسبز لہلہاتے باغات تو کہیں یہ طویل قد و قامت کی میخیں (پہاڑ)۔ لیکن پھر بھی" احسن تقویم" کا شہنشاہ تنہا انسان۔ ظاہری طور پر بھی حسن و جمال کا پیکر اور پھر روح کا تحفہ جو باطنیت کو بھی خوبصورت بنا دے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں:

ے "تو کیستی؟ از کجائی؟ کہ آسمان کبود
ہزار چشم براہ تو از ستارہ کشود"[52]

تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کہ نیلے رنگ کے آسمان نے
ہزار آنکھ تجھے دیکھنے کے لئے کھولی ہوئی ہے

- ان بے شمار اور ان گنت نعمتوں سے نواز کر اسے اسے پابند بھی کر دیا گیا کہ توحید کے فرمان پر عمل پیرا ہو: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[53] اور میں نے جنّات اور انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔[54]
- اسے عقل و دماغ جیسی ایسی پیچیدہ مشینری سے نوازا گیا، جو اسے کائنات کے آفاق و انفس کی گہرائیوں میں غوطہ زن کرتی ہے۔ اور جب وہ مائل ہوتا ہے، تو پہاڑوں کی دیومالائی چوٹیوں کو سر کرتا ہوا، دریا کے سینے کو چاک کرتا ہوا، زمین کی گہرائیوں میں سفر کرتا ہوا، چاند کی تاریکیوں میں قدم رکھ دیتا ہے۔ سید سلیمان ندوی[55] رقم طراز ہیں:

"قدرت کی طرف سے جانوروں کو ان کے دفاع کے لئے مختلف ذرائع دیئے گئے ہیں: بعض کو دوڑنے کی طاقت، بعض کو اڑنے کی صلاحیت، بعض کو تیز پنجے، بعض کو ڈنک کی صورت میں زہر، بعض کو نوکیلے دانت جیسے ہتھیاروں سے مسلح کیا گیا

ہے، مگر انسان کو ان ہتھیاروں کی جگہ تعقل، ارادہ، دماغ، دل، احساس، فہم اور ادراک جیسی خوبیوں سے نوازا گیا ہے، جس کی بدولت وہ بڑے بڑے معرکات کو سر کرتا ہے۔"[56]

خلاصہ ونتائج

- کائنات اکبر ایک سربستہ راز ہے جبکہ کائنات اصغر (انسان) اپنی نوعیت میں خود ایک راز کن فکاں کی سی حیثیت رکھتا ہے، مگر اس کی پیدائش کا فطری طریقہ قیامت تک کے لئے متعین کر دیا گیا ہے جو کہ ایک مرد اور عورت کے اشتراک سے ہی ممکن ہے۔ اور اسلام اسی فطری طریقہ پیدائش کی حمایت کرتا ہے، جس سے آج تک افزائشِ نسل کا سلسلہ جاری ہے۔
- قرآن پاک میں تخلیق کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں جو کہ قدرت کے کرشمات و نوادرات کا برملا اظہار کرتی ہیں۔ لیکن اس سے ہرگز یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ انسان کسی دوسری جنس کی ترقی یافتہ نوع ہے۔
- قدرتِ خداوندی کی طرف سے ودیعت کردہ نعمتیں وصلاحیتیں انسان کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کو ظاہر کرتے ہوئے اسے تمام جانوروں سے ممتاز کرتی ہیں۔

سفارشات وتجاویز:

- حدیث مبارکہ میں مذکور انسانی تخلیق کے مراحل کو بیان کرکے ارتقائے حیاتِ نسانی کے ضمن میں تحقیق کے دائرہ کار کو وسیع کیا جاسکتا ہے۔
- انسان اور جانوروں کے مشترک اور غیر مشترک رویوں کے ارتقاء کو زیرِ بحث لاکر کے نئے حقائق سامنے لائے جا سکتے ہیں۔
- قرآن وحدیث کے تصورِ ارتقائے حیاتِ انسانی اور سائنسی نظریہ ارتقائے حیاتِ انسانی کا تقابلی جائزہ بھی تحقیقی اعتبار سے خاصی اہمیت کا حامل ہے۔\

References

[1] Badr-u-Zaman Kiranwi, *Al-Qāmūs al-Farīd* (Karachi, Qadimi Katbkhana), 12.
[2] Jonathan B.Losos, *The Princeton Guide to Evolution* (New Jercy Princeton University Press), 3.
[3] Fazal Karim, *Qur'an and Modern Science* (Lahore, Feroz Sons Limited, 2004), 242.
[4] Al-Hijr 15:9.
[5] Tahir-ul-Qadri, *Irfān Al-Quran* (Lahore, Minhaj al-Qur'an Publications, 2010), 397.
[6] Abū Dawūd Sulaiman Ibn Ish'aat, *Sunan Abī Dāwūd* (Riyadh, Dar-ul-Hadara for publication, 1436 AH), H:4107, P:512.
[7] Abū Dawūd Sulaiman Ibn Ish'aat, *Sunan Abī Dāwūd,* Trans. Abu Ammar, Umar Farooq (Riyadh, Dar-u-Salaam publications, 1437 AH), H:4107), 182-181.
[8]Maulana Abdul Rahman Kilānī, *Mutarādifāt-e-Qur'an* (Lahore: International Dar-u-Salaam Printing, 2007), 787.
[9] Abdul Rasheed, *Ramooz-e-takhleeq,* (Sayal Publications, 2012), 67.
[10] Tahir-ul-Qadri, *Qur'an and Modern Science* (Minhaj Printers, 2001), 493.
[11]Al-Hijr 15:28.

[12] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 400.
[13] Al-Nisa 4:1.
[14] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quan,*, 113.
[15] Al-i-Imran 3:45.
[16] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 81.
[17] Al-i-Imran 3:47.
[18] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 82.
[19] Muhammad Ibn Ismail al-Bukhāri, *Al-Jām' al-Sahih al-Bukhārī*, H:3431, P:562.
[20] Muhammad Ibn Ismail al-Bukhāri, *Al-Jām' al-Sahih al-Bukhārī* (Translated by: Abdul Sattar al-Hamad), (Riyadh, Dar al-Salam, AD), H:3431, P:590.
[21] Al-Qiyamah 75:37
[22] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 943.
[23] as-Sajdah 32:7-8.
[24] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 656.
[25] Ash-Shura 42:50.
[26] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 776.
[27]Dr. Zakir Naik, *Qur'an and Modern Science*, Trans. Muhammad Abbas (Maktaba Dar-ul-Salaam), 87-85.
[28] Al-Bukhāri, *Al-Jām' al-Sahih al-Bukhārī* (Al-Riyadh: Dar al-Hadara publication, 1436 AH), H:6595, P:1051.
[29]Al-Bukhāri, *Al-Jām' al-Sahih al-Bukhārī* Trans. Abdul Sattar al-Hamad, H:6595, P:126.
[30] https://www.mukaalma.com/27057/, Retrived on 26th Aug, 22, 10:31 am
[31]Al-Ambiya 21:26.
[32] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 505.
[33] Al-Rahman 55:15.
[34] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 860.
[35] Muslim, Muslim bin Hajjaj, *Sahih Muslim* (Riyadh, Dar al-Hadara Publication, 1436 AH), H:7495
[36] Muslim, Muslim Ibn Hajjāj, Sahih Muslim, Trans. Waheed-uz-Zaman (Lahore: Ali Asif Printers, 2004), H. 7495, P. 489.
[37] Al-Baqarah 2:30.
[38]Professor Ashfaq Ahmad, Q*ur'anic Encyclopedia,* Trans. Hanif Baig and others (Multan: Saqib Printers and Publishers, 2012), 1:247.
[39] Al-Baqrah 2:30.
[40] Al-Araf 7:11.
[41] Sad 38:75.
[42] Tahir al-Qadri, Irfan-ul-Qur'an, 728.
[43] Shah Waliullah (AD: 1762 AD), *Hujjatullāh al-Bāligha* (Dar al-Jeel, 2005 AD), 1: 54-55.
[44] Shah Waliullah, *Hujjatullāh al-Bāligha* Trans. Saeed Ahmad (Karachi: Zamzam Publishers, 2005), 1: 254-255.
[45] Al-Baqrah 2:30.
[46] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 8.
[47] Al-Baqrah 2:30.
[48] Al-Baqrah 2:35-37.
[49] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 9.

[50] At-Tin 95:4
[51] Karam Shahal-Azhari, *Zia-ul-Qur'an* (Lahore, Zia-ul-Qur'an Publications, 2015),:5:6.
[52] Dr. Ghulam Mustafa, Iqbal and the Qur'an, (Pakistan, Iqbal Academy), 379.
[53] Al-Dhariyāt 51:56.
[54] Tahir al-Qadri, *Irfān Al-Quran*, 839.

[56]Maulana Syed Sulaiman Nadvi, *Khutbāt-e-Madāras* (Karachi, Majlis-e-Nadahriat-e-Islam, 2016), 15-16.